

السلام علیہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان گواہ اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی طرف سے نمازوں کا فریضہ ادا کیا جائے تو کیا وہ فریضہ گنہگار کی طور پر قیمت کے اعتبار سے دینا جائے گا یا اگر شہتہ سالوں کی قیمت کے اعتبار سے؟ شریعت کی روشنی میں فرمائیے۔

۲۔ کیا فریضہ کی رقم سے اسی قیمت کو رقم کو مکان یا اسکے دیا جا سکتا ہے جسکے وہ سید بھی ہیں؟ اور فریضہ بھی بہت کم ہوتی ہے تو قیمت کی اعتبار سے کیا جا رہا ہے؟

السلامتی

محمد حنیف

الجواب توفیق ماہم اللہ العالی

۱۔ جی غازیوں نے دو گنہگار یا اسکی موجودہ قیمت فریضہ ہے۔ ۲۔ فریضہ غیر وارث کو دیا جائے، مرنے والی کی بیوہ کیوں کی خدمت اور سب مال سے کھائے۔

والدلیل علی ذلک:

فی الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵، ۲۸۶

وجاء دفع القیمۃ فی زکاة وشرک وخراج وفضلہ وشرک وکفارة غیر الاحقاق (ولعبر القیمۃ یوم الرجوع وقال یوم الازداد) وفي المصطلح لعبر الازداد بالاجماع وهو الاصح وحلیہ فاعتبار یوم الازداد یکون مستقلاً علیہ من غیرہ وشرکھا۔

وفي البحر الرائق ج ۲ ص ۳۷۶

صیون اودی قیمتھا فعبرہ لعبر القیمۃ یوم الرجوع فی الزیادۃ والنقصان وغیرہما فی الفضلین لعبر یوم الازداد..... وتخصر دفع القیمۃ فی الزکاة وکفارة وصدقة الفطر والعشر والنذر۔

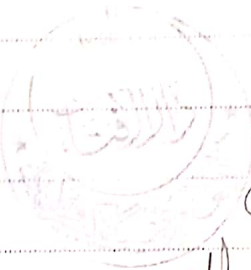
وفي التتارخانیة ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۴

وتروھا شیم الذین یحرم علیہم الصدقة: آل عباس، وآل جعفر، وآل عقیل، وآل علی، وولادہم ابن عبد المطلب، وفي الدر البیضاء: وفي المصطلح، فالجماع علیہم الصدقة۔ والواجبات: من العشر والنذر وکفارات، وفي الخانیة: وجزاء الدبیر، فانما الصدقة علی وجه الصلۃ والتطوع فلا بأس به وفي الفتاوی العنابیة: ولذا لیس یجوز التفریق للعقوبی۔

جاری ہے

وفي المحيط البرهاني ج ١ ص ٢١٥  
والمناشور على خط لادب الصوفية الواجبات من العشر والنذر والكنائس ، فانما الصوفية على وجه  
التصديق والتطوع فلا بأس -

والله اعلم بالصواب  
كتبه  
محمد بن عبد الله بن محمد  
ازدادار لرحمة دارالعلوم كمبره



الجواب  
الكتاب  
الدار  
١٤٢٢ هـ